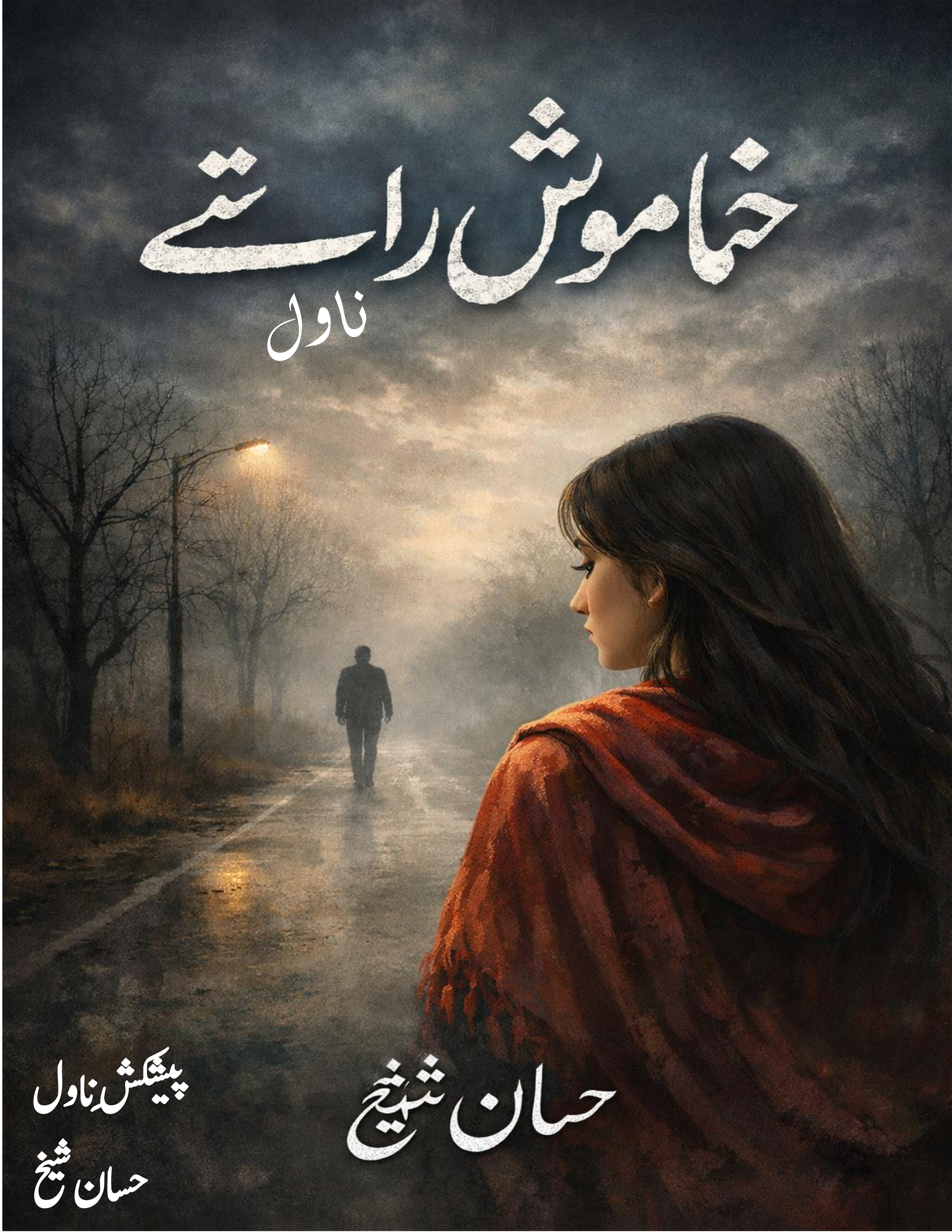
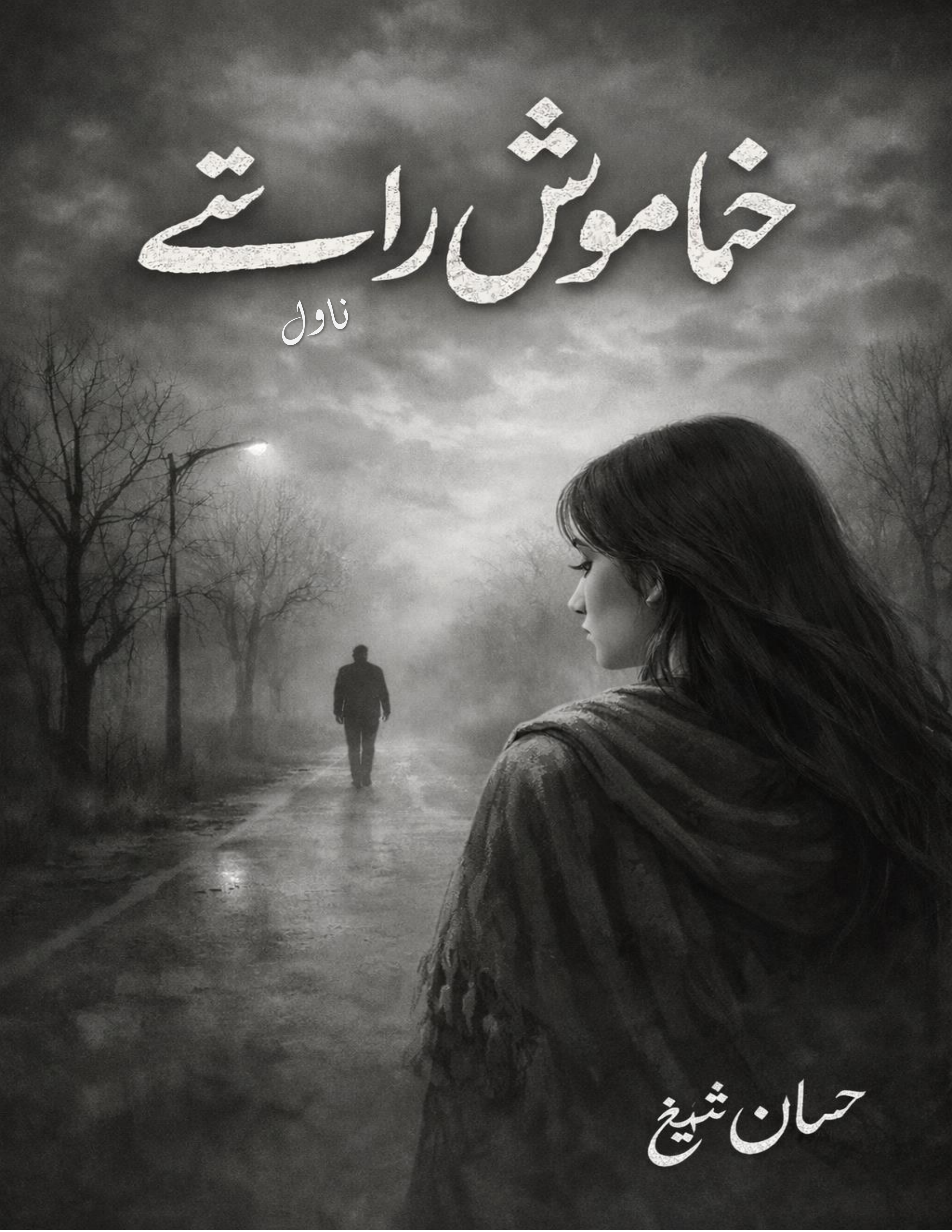

خاموش راستے
ناول
حسان شیخ
پیشکش ناول
حسان شیخ



خاموش راستے
ناول
حسان شیخ

باب 1: ایک عام سا لڑکا، غیر معمولی ✦

خواب

احمد کی عمر پچیس برس تھی، مگر اس کے کندھوں پر وقت نے چالیس برس کا بوجھ ڈال رکھا تھا۔ وہ ایک تنگ سے کمرے میں رہتا تھا جہاں ایک بوسیدہ الماری، لکڑی کی میز اور کھڑکی کے پاس رکھی کرسی اس کی دنیا تھی۔ اسی کھڑکی سے وہ ہر صبح شہر کو دیکھتا اور سوچتا کہ کیا یہ شہر کبھی اسے بھی پہچانے گا؟

اس کے والد ایک سرکاری دفتر میں کلرک تھے۔ ایماندار، خاموش، اور وقت سے پہلے بوڑھے ہو چکے تھے۔

وہ اکثر احمد سے کہتے:

"بیٹا، خواب اپنی جگہ، مگر پیٹ حقیقت مانگتا ہے۔"

احمد ان کی بات سنتا، سر ہلاتا، مگر دل کہیں اور ہوتا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے خود کو نہ سنا تو زندگی بھر کسی اور کی آواز پر چلتا رہے گا۔

اس رات وہ دیر تک جاگتا رہا۔

چھت پر لیٹا، آسمان کو دیکھتے ہوئے، اس نے پہلی بار خود سے سوال کیا:

"کیا میں وہی بنوں گا جو سب چاہتے ہیں، یا وہ جو میں بننا چاہتا ہوں؟"

یہ سوال اس کی زندگی کا پہلا موڑ تھا۔

باب 2: شہر، تنہائی اور نئے سوال ✦

شہر دن کے وقت ہجوم تھا، مگر رات کو احمد کے لیے آئینہ بن جاتا تھا۔
وہ اکثر کام سے واپسی پر پیدل چلتا، لمبے راستے چنتا، تاکہ خود سے بات کر سکے۔

ایک شام وہ ایک پرانی کتابوں کی دکان کے سامنے رکا۔
دکان چھوٹی تھی، مگر اندر روشنی عجیب سی تھی۔
وہ اندر داخل ہوا، بغیر کسی ارادے کے۔

دکاندار ایک ضعیف شخص تھا، آنکھوں میں گہرائی اور لہجے میں ٹھہراؤ۔
:اس نے احمد کو دیکھ کر کہا
"کچھ لوگ کتاب خریدنے نہیں، خود کو ڈھونڈنے آتے ہیں۔"

یہ جملہ احمد کے دل میں اتر گیا۔

احمد نے ایک پرانی ڈائری خریدی، خالی صفحات والی۔
:گھر آکر اس نے پہلا جملہ لکھا
"میں کون ہوں، اور مجھے کہاں جانا ہے؟"

اسی رات اس نے محسوس کیا کہ تنہائی ہمیشہ دشمن نہیں ہوتی۔
کبھی کبھی یہی تنہائی انسان کو خود سے ملواتی ہے۔

باب 3: پہلی ناکامی ✦

احمد نے آخرکار نوکری کی تلاش شروع کر دی۔
:اس نے مختلف دفاتر میں درخواستیں دیں، انٹرویوز دیے، اور ہر بار ایک ہی جملہ سنا
"ہم آپ کو اطلاع دیں گے۔"

اطلاع کبھی نہیں آئی۔

ایک دن وہ ایک نجی ادارے کے انٹرویو سے واپس آ رہا تھا۔
وہاں اس نے پوری تیاری کی تھی، خود پر اعتماد بھی تھا، مگر پھر بھی اسے منتخب نہیں کیا گیا۔
واپسی پر بس میں بیٹھا وہ کھڑکی سے باہر دیکھتا رہا۔
لوگ آ جا رہے تھے، زندگی رواں تھی، مگر احمد اندر سے رُک سا گیا تھا۔

:گھر پہنچ کر والد نے پوچھا
"کیا ہوا؟"

:احمد نے بس اتنا کہا
"نہیں ہوا۔"

یہ دو لفظ اس کے اندر ایک طوفان چھپا رہے تھے۔
وہ رات کو اپنی ڈائری کھول کر بیٹھا، مگر کچھ لکھ نہ سکا۔

پہلی بار اسے لگا کہ شاید وہ خود کو دھوکہ دے رہا ہے۔
شاید خواب واقعی فضول ہوتے ہیں۔

اسی رات اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خوابوں کو ایک طرف رکھ دے گا۔
مگر دل ماننے کو تیار نہیں تھا۔

ناکامی نے اسے توڑا نہیں، مگر خاموش ضرور کر دیا۔

باب 4: ایک غیر متوقع ملاقات ✦

کچھ دن بعد احمد دوبارہ اسی پرانی کتابوں کی دکان پر پہنچا۔
وہ نہیں جانتا تھا کیوں، بس قدم خود بخود وہاں آ گئے تھے۔

دکان میں داخل ہوتے ہی ضعیف دکاندار نے اسے پہچان لیا۔
مسکرا کر بولا:
"لگتا ہے سوالوں نے پھر بے چین کر دیا ہے۔"

احمد پہلی بار کسی اجنبی کے سامنے کھل کر بولا۔
اس نے اپنی ناکامی، اپنے خوف، اور اپنے خواب سب کچھ بیان کر دیا۔

بوڑھے شخص نے غور سے سنا، پھر کہا:
"ناکامی یہ نہیں کہ تم ہار جاؤ، ناکامی یہ ہے کہ تم کوشش چھوڑ دو۔"

اس نے احمد کو ایک کتاب دی، بغیر قیمت لیے۔
کتاب کے پہلے صفحے پر لکھا تھا:
"جو اپنے راستے پر چلتا ہے، وہ اکیلا ضرور ہوتا ہے، مگر خالی نہیں۔"

اس ملاقات نے احمد کے اندر ایک سوئی ہوئی امید کو جگا دیا۔
وہ جان گیا کہ شاید راستہ مشکل ہے، مگر بے معنی نہیں۔

وہ اس دن گھر لوٹا تو اس کے قدم پہلے سے زیادہ مضبوط تھے۔

باب 5: ماضی کے سائے ✦

احمد کو کبھی اپنا ماضی بھولنے کی عادت نہیں رہی۔
وہ یادیں جنہیں لوگ پیچھے چھوڑ دیتے ہیں، احمد انہیں دل میں سمیٹے رکھتا تھا۔
اس کی ماں کا انتقال اس کی کم عمری میں ہو گیا تھا، اور اس کے بعد گھر کی فضا ہمیشہ کے لیے بدل گئی تھی۔

ماں خاموش مزاج تھی، مگر اس کی خاموشی میں دعا ہوتی تھی۔
وہ احمد کے سر پر ہاتھ رکھ کر بس اتنا کہتی:
"جو بھی بنو، سچے دل سے بننا۔"

احمد کو اکثر لگتا کہ اس کی جدوجہد ماں کی ادھوری دعاؤں کا تسلسل ہے۔
اسی لیے جب بھی وہ ہارنے لگتا، ماں کا چہرہ یاد آ جاتا۔

ایک شام اس نے والد کو تنہا بیٹھے دیکھا، ہاتھ میں ماں کی تصویر تھی۔
اس لمحے احمد کو پہلی بار احساس ہوا کہ والد کی سختی دراصل خوف ہے —
یہ خوف کہ کہیں بیٹا بھی زندگی کی ٹھوکروں میں ٹوٹ نہ جائے۔

ماضی کا یہ بوجھ احمد کو کمزور نہیں کر رہا تھا،
بلکہ اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ اکیلا نہیں ہے۔

باب 6: محبت یا ذمہ داری ✦

اسی دوران احمد کی زندگی میں عائشہ دوبارہ آئی۔
وہ اس کی یونیورسٹی کی ساتھی تھی، باوقار، سمجھدار، اور کم گو۔
کچھ حالات کی وجہ سے دونوں کے راستے جدا ہو گئے تھے۔

ایک دن اچانک ملاقات ہوئی۔
کافی شاپ میں چند رسمی جملوں کے بعد خاموشی چھا گئی۔

:عائشہ نے پوچھا
''تم اب بھی وہی خواب دیکھتے ہو؟''

احمد مسکرایا، مگر جواب میں تھکن تھی۔
''خواب تو ہیں، مگر ذمہ داریاں بھی ہیں۔''

:عائشہ نے دھیرے سے کہا
''زندگی میں کبھی کبھی خواب چھوڑنے سے زیادہ مشکل انہیں مارنا ہوتا ہے۔''

یہ جملہ احمد کے دل میں اتر گیا۔

وہ جانتا تھا کہ اگر وہ عائشہ کو اپنی زندگی میں شامل کرتا ہے تو اسے مستحکم ہونا ہوگا۔
اور اگر وہ استحکام چنتا ہے تو شاید خواب پیچھے رہ جائیں۔

یہ پہلی بار تھا جب اسے محبت اور ذمہ داری میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا تھا۔

باب 7: اندر کی جنگ ✦

احمد اب دو زندگیوں کے درمیان پھنسا ہوا تھا۔
ایک وہ زندگی جو اس کے والد چاہتے تھے — محفوظ، متوقع، اور خاموش۔
دوسری وہ جس کا وہ خود خواب دیکھتا تھا — غیر یقینی، مگر اپنی۔

وہ دن میں نوکری کی تلاش کرتا، شام کو عائشہ سے باتیں کرتا، اور رات کو خود سے لڑتا۔
ہر سوال کے جواب میں ایک نیا سوال جنم لیتا۔

ایک رات اس نے خود سے بلند آواز میں کہا:
"اگر میں ناکام ہو گیا تو؟"

کمرے کی خاموشی نے کوئی جواب نہیں دیا۔
مگر دل کے کسی کونے سے آواز آئی:
"اور اگر تم نے کوشش ہی نہ کی تو؟"

یہ جنگ کسی اور سے نہیں، خود سے تھی۔
اور اس جنگ میں ہار جیت کا فیصلہ صرف وہی کر سکتا تھا۔

اسی رات اس نے فیصلہ کیا کہ وہ ایک آخری کوشش کرے گا —
اپنے خواب کو ایک سنجیدہ راستہ دے گا۔

باب 8: ٹوٹا ہوا حوصلہ ✦

احمد نے ایک چھوٹا سا آن لائن پروجیکٹ شروع کیا۔
دن رات محنت کی، سیکھا، غلطیاں کیں، اور دوبارہ کھڑا ہوا۔

مگر حالات مہربان نہیں تھے۔
پیسے ختم ہونے لگے، والد کی صحت کمزور ہو گئی،
اور عائشہ کے گھر سے رشتے کی بات آنے لگی۔

:ایک شام والد نے سخت لہجے میں کہا
"اب بہت ہو گیا احمد۔ زندگی تجربہ گاہ نہیں ہوتی۔"

یہ جملہ احمد کے دل پر لگا۔
وہ اس رات ٹوٹ گیا۔

ڈائری کھولی، کئی صفحات پھاڑ دیے۔
اسے لگا جیسے سب کچھ بیکار تھا۔

وہ پہلی بار واقعی ہار ماننے کے قریب تھا۔

باب 9: فیصلہ کن موڑ ✦

وہ رات احمد کی زندگی کی سب سے بھاری رات تھی۔
والد کی باتیں، عائشہ کی خاموشی، اور اپنے خوابوں کا شور—سب ایک ساتھ اس کے دل میں گونج رہے تھے۔

صبح ہونے سے پہلے وہ پرانی کتابوں کی دکان پہنچ گیا۔
دکان بند تھی۔
وہی بوڑھا شخص دروازے کے باہر بیٹھا تھا، جیسے کسی کا انتظار ہو۔

احمد نے کہا:
"میں ہار گیا ہوں۔"

بوڑھے شخص نے سر ہلایا۔
"نہیں، تم فیصلہ کرنے آئے ہو۔"

احمد خاموش رہا۔

بوڑھے نے کہا:

"زندگی میں کچھ راستے شور مچاتے ہیں، اور کچھ خاموش ہوتے ہیں۔"

"خاموش راستے مشکل ہوتے ہیں، مگر وہی انسان کو اس کی اصل منزل تک لے جاتے ہیں۔"

یہ جملے احمد کے اندر بیٹھ گئے۔

وہ گھر واپس آیا، والد کے پاس بیٹھا، اور پہلی بار پوری سچائی سے بات کی۔

نہ ضد، نہ شکایت — صرف سچ۔

والد نے لمبی سانس لی، اور کہا:

"اگر تم گر بھی گئے، تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

یہ وہ سہارا تھا جس کی احمد کو برسوں سے ضرورت تھی۔

باب 10: خاموش راستے، واضح منزل ✦

کچھ مہینے گزر گئے۔
احمد کا پروجیکٹ آہستہ آہستہ چل پڑا۔
یہ کامیابی نہیں تھی، مگر شروعات تھی۔

اس نے والد کی ذمہ داری بھی نبھائی، اور خواب بھی زندہ رکھا۔
عائشہ نے اس کا ساتھ چنا، اس شرط پر نہیں کہ وہ کامیاب ہو،
بلکہ اس یقین پر کہ وہ سچا ہے۔

ایک شام احمد پھر اسی کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔
شہر ویسا ہی تھا، مگر احمد بدل چکا تھا۔

اب وہ جانتا تھا کہ زندگی کا مقصد صرف پہنچنا نہیں،
بلکہ راستے پر قائم رہنا بھی ہے۔

کچھ راستے خاموش ہوتے ہیں،
مگر وہ انسان کو خود سے ملا دیتے ہیں۔

اختتام

حسان شیخ